رواداری کا قومی اور بین الاقوامی رجحان اور سیرت نبویؐ

ڈاکٹر حافظ محمد ثانی☆

بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کا عملی مظاہرہ ایک موقع پر اس وقت دیکھنے میں آیا جب مغرب کی مہذب دنیا کے اتحادی ممالک نے عراق کے خلاف جنگ کے ۴۲ دنوں میں ۸ ہزار ٹن بارود برسایا جو ہیروشیما پر گرائے جانے والے بارود سے ساڑھے سات گنا زیادہ تھا، امریکی وزارت خاجہ پنٹاگون کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار بم برسائے گئے یعنی ۴۲ دنوں میں اس جنگ میں اوسطاً ہر دو منٹ بعد ایک بم گرایا گیا اور یہ سارے بم جنگی نوعیت کی اہمیت والی جگہوں کے علاوہ کنوٗں ،پانی کے ذخیروں اور رہائشی مقامات پر گرائے گئے، عدم برداشت کے بین الاقوامی رجحان کی بدترین مثال اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کا ۶ اگست ۱۹۹۰ء کا فیصلہ اس سے بھی زیادہ بھیانک نتائج لایا جس کے نتیجہ میں عراق پر تجارتی پابندی عائد کئے جانے کے نتیجہ میں پانچ سال کے اندر اندر پانچ لاکھ عراقی باشندے موت کے منہ میں چلے گئے، ۵ سال اور اس سے کم عمر کے ساڑھے تین لاکھ بچے لقمہ اجل بن گئے۔

اسلام، پیغمبر اسلام اور عہد نبوی کی فتوحات پر اعتراض اور نکتہ چینی کرنے والی مغرب کی مہذب دنیا کے لیے عدم برداشت کے عمل کے نتیجہ میں انسانی جانوں کا اتنا بڑا نقصان تازیانہ عبرت ہے، جنگ عظیم اول، جنگ عظیم دوم، ناگاساکی، ہیروشیما اور عراق پر جنگ مسلط کرنے والوں کو عہد نبوی کی فتوحات پر اعتراض کا کوئی حق نہیں۔

اسلامی دنیا کے معروف محقق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے عہد نبوی کے غزوات و فتوحات اور جنگی مہمات کے مکمل اعداد و شمار ذکر کئے ہیں وہ لکھتے ہیں!

رسالت مآب ﷺ کی وفات کے وقت مدینہ ایک شہری مملکت نہیں بلکہ ایک وسیع مملکت کا دارالسلطنت تھا، اس وسیع سلطنت کا تاریخی رقبہ شواہد کی رو سے تین ملین یعنی تیس لاکھ مربع کلومیٹر بن چکا تھا

☆ لیکچرار شعبہ اسلامیات گورنمنٹ ڈگری کالج نارتھ ناظم آباد، کراچی

دوسرے الفاظ میں دس سال تک اوسطاً روزانہ کوئی ۸۴۵ کلو میٹر علاقے کا ملک کے رقبہ میں اضافہ ہوتا رہا سلطنت کی یہ توسیع کچھ تو پرامن ذرائع سے ہوئی اور کچھ جنگوں کے نتیجہ میں آنحضرت ﷺ کے غزوات وسرایا کے متعلق دیگر تفصیلات کے علاوہ مقتولین اور شہداء کے اعداد وشمار بھی ہمارے سامنے موجود ہیں۔

دس سال میں ایک سو بیس مہینے ہوتے ہیں تو ایک سو بیس کے دوگنے دوسو چالیس آدمی بھی ان لڑائیوں میں نہیں مرے، دشمن کے مقتولین کی تعداد اس سے کم تھی، مسلمانوں کے شہداء کی تعداد دشمن کے مقتولوں سے بھی کم تھی بہر حال حیثیت مجموعی میدان جنگ میں قتل ہونے والے دشمنوں کی تعداد مہینے میں دو سے بھی کم ہے۔

تعلیمات وسیرت نبوی ﷺ

ہادی آخر واعظم، سید عرب وعجم، رحمت عالم حضرت محمد ﷺ رحمتہ للعالمین ہیں آپ کی پوری حیات طیبہ برداشت، رحمت ورافت، صبر وضبط، عفو درگزر اور رواداری و تحمل وبرداشت سے عبارت ہے

رسالت مآب ﷺ حسن اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز تھے قرآن کا بیان ہے

انک لعلی خلق عظیم (۱)' آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں۔

آپؐ کی سیرت اور حیات طیبہ کا ہر شعبہ امت مسلمہ کے لیے مثالی راہ عمل اور لائق اتباع ہے۔

ارشاد ربانی ہے : **لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة (۲)**

درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول میں ایک بہترین نمونہ ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا بیان آیہ ءشریفہ

یاایھا النبی انا ارسلناک شاھداًو مبشراً ونذیراً، کی تفسیر میں امام بخاری نے نقل کیا ہے رحمت عالم ﷺ کے متعلق فرمایا گیا۔

انت عبدی و رسولی سمیتك المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب بالا سواق ولا یدمغ السیئة بالسیته ولکن یعفوا ویصفح ولن یقبضه الله حتیٰ یقیم به الملته العوجاء بان یقولو الا اله الا الله فیفتح بھا اعیناً و آداناً صماً وقلو با غالفاً (۳)

تو میرا بندہ اور میرا رسول ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے رحمت عالم نہ سخت کلام ہیں نہ سخت

طبیعت نہ بازار میں شور کرنے والے ہیں اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے لینے والے ہیں وہ معاف کرتے اور در گزر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں ہرگز اس دنیا سے نہیں اٹھائے گا جب تک وہ ٹیڑھی قوم کو سیدھا نہیں کرے گا کہ وہ دل سے لا الہ الا اللہ کہنے لگی تاکہ ان کی بند آنکھیں اور بہرے کان اور پردہ پڑے ہوئے دل کھل جائیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد پیغمبر رحمت ، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و رافت ، برداشت و رواداری اور عفو در گزر کے متعلق کیا خوب لکھتے ہیں

" مظلومی میں صبر ، مقابلے میں عزم ، معاملہ میں راست بازی ، اور طاقت و اختیار میں عفو در گزر، برداشت ورواداری، تاریخ انسانیت کے وہ نوادر ہیں جو کسی ایک زندگی کے اندر اس طرح کبھی جمع نہیں ہوئے(۴)

مشرکین مکہ ، منافقین مدینہ اور یثرب کے یہودیوں نے آپ کو جیسا کچھ ستایا اور گوناگوں تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں ہیں ان کا اندازہ آپ کے حسب ذیل بیان سے لگایا جاسکتا ہے۔

لقب او ذیت فی اللہ و ما یوذی احد(۵) مجھے اللہ کے راستے میں ایسا ستایا گیا ہے (انبیاء میں) کوئی نہیں ستایا گیا-اعلان نبوت کے بعد بیشتر اہل مکہ آپ کے بدترین دشمن بن چکے تھے اور دشمنی کے اظہار میں ایذا رسانی اور ظلم و ستم کا کوئی طریقہ اور موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے تاہم مشرکین مکہ میں جو لوگ آپ ﷺ کی دشمنی، عداوت اور اظہار نفرت میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

"ابو جہل بن ہشام ، ابو لہب ، اسود بن یغوث ، حارث بن قیس ، ولید بن مغیرہ ، امیہ بن خلف ، ابی بن خلف ، ابو قیس بن الفاکہ ، عاص بن وائل ، نضر بن الحارث ، منبہ بن الحجاج ، زہیر بن ابی امیہ ، سائب بن صیفی ، اسود بن عبدالاسد ، عاص بن سعید ، عاص بن ہاشم ، عقبہ بن ابی معیط ، حکم بن العاص ، ابن الاصدی ، عدی بن حمراء۔

مذکورہ بالا میں سے اکثر و بیشتر آپ کے پڑوسی اور صاحب عزت و وجاہت تھے - آپ سے نفرت اور دشمنی کے اظہار میں ہمہ وقت سرگرم رہتے تھے ، شب و روز یہی مشغلہ اور یہی دھن تھی ، ان مثالی اور بدترین دشمنوں میں بھی ابو جہل ، ابو لہب اور عقبہ بن ابی معیط دشمنی میں انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔(۶)

ہادی آخر و اعظم ، سید عرب و عجم حضرت ﷺ کو تبلیغ دین اور **اعلاء کلمۃ** کی پاداش میں مشرکین مکہ کے سخت ترین مظالم اور ایذا رسانی کے باوجود برداشت اور عفو در گزر کا حکم ہوا۔

خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاھلین (۷)

درگزر کا شیوہ اختیار کرو اور لوگوں کو نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو-اور ایک اور موقع پر ارشاد ہوا-

ادفع بالتی ھی احسن السیئته نحن اعلم بما یصفون(۸)

(اے پیغمبر آپ کے ساتھ جو برائی کرے)اس کا دفیعہ ایسے برتاؤ سے کریں جو بہت ہی اچھائی ہو وہ آپ کی نسبت جو کچھ کہا کرتے ہیں اس سے ہم خوب واقف ہیں-

برداشت ، صبر وضبط ، نرمی اور نرم خوئی ہادی آخر واعظم اور توحید کے داعی اکبر حضرت ﷺ کو رحمت الہی نے خاص طور سے اسکا حصہ وافر عنایت فرمایا تھا خود عفو درگزر اور صبر وبرداشت کے مثالی پیکر حضور انور ﷺ کو خطاب کر کر کے ارشاد فرمایا-

فبما رحمة من الله لنت لهم و لو کنت فظا غلیظ القلب لاانفظوا من حولك (۹)

تو اللہ کی رحمت کے سبب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج کے اکھڑ اور دل کے سخت ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے-

سید المرسلین ، رحمتہ اللعالمین ﷺ کی سیرت طیبہ میں رافت ورحمت اور ضبط وبرداشت کا وصف سب سے نمایاں طور پر ودیعت کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو خاص اپنی رحمت کا نتیجہ قرار دیا-

حقیقت یہ ہے کہ برداشت ، رحمت ورافت ، حلم وبردباری عفوودرگزر ، چشم پوشی اور خوش حلقی غرض ان تمام اخلاق جمیلہ کے عطر کا نام جن میں شان جمال پائی جاتی ہے آپ کی ہی ذات ستودہ صفات میں بدرجہ کمال و تمام موجود تھیں یہی برداشت ، رحمت ورافت ، رفق وتلطف اور نرم دلی ونرم خوئی ہے جس سے انسان کا اخلاقی حسن دوچند ہو جاتا ہے-

مشرکین مکہ کی دشمنی اور اظہار نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپؐ کو بجائے محمد کے مذمم کہتے تھے محمد کے معنی ستودہ کے ہیں اور مذمم کے معنی مذموم اور برے کے ہیں ، قریش جب رسالت مآب ﷺ کو مذمم کہہ کر برا کہتے تو آپ فرماتے کہ اے لوگو تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کی یاوہ گوئی کو مجھ سے پھیر دیا وہ مذمم کی برائی کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں-(۱۰)

نزول وحی اور اعلان نبوت کے بعد دعوت عام کے موقع پر آپ کے نہایت قریبی عزیز حقیقی چچا ابو لہب

عبدالعزیٰ نے کہا **تبا لک لھذا جمعتنا** (معاذاللہ) تم برباد ہو اس مقصد کے لیے ہم سب کو یہاں جمع کیا

اس کے جواب میں سورہ لہب نازل ہوئی اور قریش کی طرف سے ذہنی ، جسمانی اور روحانی تکالیف پہنچانے کا آغاز ہوا اور وہ آپ کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے . (۱۱)

معجم طبرانی میں منیب غامدی سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ لوگوں کو یہ فرماتے تھے اے لوگو لاالہ الا اللہ کہو فلاح پاجاؤ گے مگر بعض بد نصیب تو آپؐ کو گالیاں دیتے تھے اور آپ پر تھوکتے تھے اور بعض آپ پر خاک ڈالتے ، اسی طرح دوپہر ہو گئی اس وقت ایک لڑکی پانی لے کر آئی اور آپؐ ﷺ چہرہ انور اور دست اقدس کو دھویا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں ؟ لوگوں نے کہا یہ آپ کی صاحبزادی زینب ہیں -

بخاری نے اس حدیث کو مختصراً اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے یہ حدیث حارث بن حارث غامدی سے بھی مروی ہے اس میں قدر اور اضافہ ہے آپ نے حضرت زینب سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا اے بیٹی تو اپنے باپ کے مغلوب اور بے عزت ہونے کا خوف مت کر - (۱۲)

طارق بن عبداللہ المحاربی سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو بازار ذی المجاز میں دیکھا کہ آپ یہ فرماتے جاتے تھے کہ اے لوگو **لاالہ الا اللہ** کہو فلاح پاجاؤ گے اور ایک شخص آپ کے پیچھے پیچھے پتھر مارتا جاتا تھا جس سے جسم مبارک خون آلود ہو گیا وہ ساتھ ساتھ کہتا جاتا تھا **یا ایھا الناس لا تطیعو افانہ کذاب** اے لوگوں ان کی بات نہ سننا یہ جھوٹے ہیں (۱۳)

بنی کنانہ کے ایک شیخ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو بازار المجاز میں دیکھا آپ یہ فرماتے تھے کہ اے لوگو لاالہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے اور ابو جہل آپ پر مٹی پھینکتا اور یہ کہتا جاتا تھا اے لوگو تم اس کے دھوکے میں نہ آنا یہ تم کو لات اور عزیٰ سے چھڑانا چاہتا ہے اور آنحضرت ﷺ اس کی طرف ذرہ برابر بھی التفات نہ فرماتے تھے - ((۱۴)

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے ایک موقعہ پر عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہا کہ مشرکین نے رسول ﷺ کو جو تکلیف پہنچائی ہو اس کا ذکر کرو تو عبداللہ بن عمرو بن العاص نے فرمایا کہ ایک روز رسول ﷺ حطیم میں نماز ادا فرمارہے تھے عقبہ بن ابی معیط نے آپ کی گردن مبارک میں کپڑا ڈال کر اس قدر زور سے کھینچا کہ

گلا گھٹنے لگا سامنے سے ابو بکر آگئے اور عقبہ کو دھکا دے کر آپ کو چھڑایا-(۱۵)

ابو لہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ نے آپ کی صاحبزادیوں حضرت ام کلثوم اور سیدہ رقیہ کو طلاق دی(۱۶)

ابو لہب کی بیوی ام جمیل آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھانے لگی اور راہ میں پتھر لیے کھڑی رہتی(۱۷)

آپ اور آپ کے خانوادہ قریش کا تین برس تک ۷ نبوت سے ۱۰ نبوت تک سوشل بائیکاٹ کیا گیا چنانچہ معصوم بچوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں تک بھیجنا ممنوع تھا-(۱۸)

بھوک پیاس سے بچوں کے رونے اور بلبلانے کی آوازیں آتی تھیں لیکن قریش مکہ کا دل نہیں پسیجتا تھا (۱۹)

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار میں نے رسول ﷺ کو طواف کرتے دیکھا آپ طواف فرما رہے تھے اور عقبہ بن ابی معیط، ابو جہل اور امیہ بن خلف حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے جب آپ ان کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے کچھ نازیبا کلمات آپ کو سنا کر کہے، آپؐ دوسری مرتبہ ادھر سے گزرے تب بھی انہوں نے ایسا ہی کیا جب آپ تیسری مرتبہ گزرے تو پھر اسی قسم کے بے ہودہ کلمات کہے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا اور ٹھہر گئے اور فرمایا خدا کی قسم تم باز نہ آؤ گے یہاں تک کہ تم پر اللہ کا عذاب جلد نازل ہو (۲۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اسکے ساتھی بھی وہاں موجود تھے ابو جہل نے کہا کوئی ایسا نہیں جو اونٹ کی اوجھ اٹھالے تاکہ محمد جب سجدہ میں جائے تو وہ اوجھ آپ کی پشت پر رکھ دے اس وقت مشرکین میں جو سب سے زیادہ بدبخت تھا یعنی عقبہ بن ابی معیط وہ اٹھا اور ایک اوجھ اٹھا کر آپ کی پشت پر ڈال دی- عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں اس منظر کو دیکھ رہا ہوں اور کچھ نہیں کر سکتا اور مشرکین ہیں کہ ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے ہیں اور ہنسی کے مارے ایک دوسرے پر گرے جاتے ہیں اتنے میں حضرت فاطمۃ الزہرا جو اسوقت چار پانچ سال کی تھیں دوڑی ہوئی آئیں اور آپ سے اوجھ کو اٹھایا-(۲۱)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ میں دو بدترین پڑوسیوں کے درمیان رہتا تھا ابو لہب اور عقبہ بن ابی معیط یہ دونوں میرے دروازے پر نجاستیں لا کر ڈالا کرتے تھے.(۲۲)

غمگسار چچا حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد آپ ؐ کا کوئی حامی اور مدد گار نہ رہا اور حضرت خدیجہ کے خصت ہو جانے سے کوئی تسلی دینے والا اور غمگسار نہ رہا تو آپ نے قریش مکہ کی چیرہ دستیوں سے مجبور ہو کر آخیر شوال ۱۰ نبوی میں طائف کا قصد فرمایا کہ شاید یہ لوگ اللہ کی ہدایت کو قبول کریں اور اس کے دین کے حامی اور مدد گار ہوں زید بن حارثہ کو ہمراہ لے کر طائف تشریف لے گئے۔

عبدیالیل، مسعود حبیب ان تینوں بھائیوں پر جو وہاں کے سرداروں میں سے تھے اسلام پیش کیا، بجائے اس کے کہ کلمہ حق کو سنتے، نہایت سختی سے آپ کو جواب دیا ایک نے کہا کیا خدا نے کعبہ کا پردہ چاک کرنے کے لیے تجھ کو نبی بنا کر بھیجا ہے ایک نے کہا کیا خدا کو اپنی پیغمبری کے لیے تمہارے سوا اور کوئی نہیں ملا ایک نے کہا خدا کی قسم میں تم سے کلام ہی نہیں کروں گا اگر واقعی اللہ نے تمہیں رسول بنا کر بھیجا ہے تو تمہارے کلام کو رد کرنا سخت خطرناک ہے اور اگر تم اللہ کے رسول نہیں تو پھر قابل خطاب اور التفات نہیں اور بعد ازاں اوباش اور بازاری لڑکوں کو اکسادیا کہ وہ آپ پر پتھر برسائیں اور آپ کی ہنسی اڑائیں ظالموں نے اس قدر پتھر برسائے کہ آپ زخمی ہو گئے جب آپ زخموں کی تکلیف سے بیٹھ جاتے تو یہ بد نصیب آپ کے بازو پکڑ کر دوبارہ پتھر برسانے کے لیے کھڑا کر دیتے اور ہنستے (۲۳)

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کیا احد سے بھی زیادہ سخت دن گزرا ہے آپ نے فرمایا تیری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں سو پہنچیں، لیکن سب سے زیادہ سخت دن وہ گزرا جس دن میں نے اپنے آپ کو عبدیالیل کے بیٹے پر پیش کیا اس نے میری بات کو قبول نہیں کیا، میں وہاں سے نہایت غمگین اور رنجیدہ واپس ہوا مقام قرن الثعالب میں پہنچ کر کچھ افاقہ ہوا، یکایک جو سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ابر مجھ پر سایہ کیے ہوئے ہے اور اس میں جبریل امین موجود ہیں جبرئیل نے وہاں سے مجھ کو آواز دی کہ آپ کی قوم نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ اللہ نے سن لیا ہے اس وقت اللہ نے آپ کے پاس ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتے) کو بھیجا ہے تا کہ آپ اس کو جو چاہے وہ حکم دیں اتنے میں ملک الجبال (پہاڑوں کے فرشتہ) نے مجھے آواز دی اور سلام کیا اور یہ کہا اے محمد اللہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے میں ملک الجبال ہوں تمام پہاڑ میرے تصرف میں ہیں آپ جو چاہے مجھے حکم دیں اگر آپ حکم دیں تو ان دونوں پہاڑوں کو جن کے درمیان اہل مکہ اور طائف رہتے ہیں ملا دوں جس سے تمام لوگ پس جائیں آپ نے فرمایا نہیں میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی نسل

سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف اس وحدہ لاشریک کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گے -(۲۴)

صحابہ کرام کو قبول اسلام کی پاداش میں اتنا ستایا گیا کہ وہ تنگ آکر حبشہ کو ہجرت کر گئے (۲۵)

مشرکین کے پے درپے مظالم اور ایذا رسانی کے نتیجہ میں جو اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ مشرکین کی مجلس ندوہ کے متفقہ فیصلے کے مطابق آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا گیا اور اعلان عام کیا گیا کہ ہر قبیلے سے ایک فرد لیا جائے یوں سب ملک کر بیک وقت وار کریں اور معاذ اللہ آپ کو قتل کر دیا جائے تو کسی پر قصاص اور تاوان نہیں آئے گا(۲۶)

چنانچہ اس غرض سے رات کو کاشانہ نبوی کا محاصرہ کیا گیا لیکن آپ پہرے کے سامنے رات میں مدینہ طیبہ کی ہجرت کے ارادہ سے عازم سفر ہوئے اور مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا -(۲۷)

جب مشرکین مکہ آپ کے تعاقب میں ناکام ہو گئے تب بھی ان کی آتش عداوت سرد نہ ہوئی اور انہوں نے انتقامی جذبے اور دشمنی کے اظہار کے لیے آپ کی گرفتاری پر سو اونٹوں کا انعام رکھا(۲۸)

(جس کی موجودہ دور میں ۲۵۴۵۴ ڈالر رقم بنتی ہے)

سرکار دو عالم ﷺ کا قیام جب تک مکہ میں رہا قریش اور مشرکین مکہ کی ستم ظریفیاں جاری رہیں اور مدینہ پہنچنے پر اور زور پکڑ گئیں مدینہ میں دو مخالف قوتوں کا اور اضافہ ہو گیا منافقین اور یہود-

قرآن کریم میں " سورہ المنافقون" میں منافقین کے کردار کی نقاب کشائی کی گئی ہے مورخ محمد بن حبیب بغدادی نے منافقین کو نام بنام گنایا ہے(۲۹)

مدینہ کے یہودی عالم و پیشوا جن کی تعداد تقریباً ۴۵ تھی، رحمت عالم ﷺ کے شدید مخالف اور جانی دشمن تھے انہیں ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ء نے نام بنام گنایا ہے- (۳۰)

یہود نے کھانے میں زہر ملایا (۳۱)

آپ پر پتھر کی بھاری سل پھینکنا چاہی(۳۲)

لبید بن الاعصم یہودی نے آپ پر سحر کیا جس کا اثر آخر تک رہا (۳۳)

ایک بار کچھ یہود رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور السلام علیکم کے بجائے السام علیکم تم کو موت

آئے کہا، حضرت عائشہ نے سنا تو جواب میں کہا علیکم و لعنکم الله و غضب الله علیکم یعنی تم کو موت آئے خدا تم پر لعنت بھیجے اور تم پر خدا کا غضب نازل ہو ۔-رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا اے عائشہ نرمی اختیار کرو اور سختی اور بد زبانی سے بچو (۳۴)

پیکر عفو و بر داشت ﷺ

انسان کے ذخیرہ اخلاق میں سب سے کم یاب اور نادر الوجود شے دشمنوں پر رحم، ان سے عفو در گزر ہے ، لیکن پیغمبر رحمت محسن انسانیت ﷺ کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی ، اپنے دشمن سے انتقام لینا انسانی فطرت کا لازمی حصہ ہے لیکن یہی فطرت رحمت ﷺ کی سیرت طیبہ اور تعلیمات میں معدوم نظر آتی ہے- آپ نے اپنے بد ترین اور انسانی تاریخ کے مثالی دشمنوں سے حسن سلوک ، بر داشت و رواداری اور عفو در گزر کا عملی مظاہرہ کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آپ دونوں جہانوں کے لیے رحمت ہیں-

آپ ﷺ کا فرمان ہے مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ جو کوئی مجھ پر ظلم کرے میں اسے قدرت انتقام کے باوجود معاف کر دوں جو مجھ سے قطع کرے میں اسے ملاؤں جو مجھے محروم رکھے میں اسے عطا کروں ، غضب اور خوشنودی دونوں حالتوں میں حق گوئی کو شیوہ بناؤں (۳۵) یوں تو آپ کی پوری حیات طیبہ کفار و مشرکین اور دشمنوں سے حسن سلوک ، بر داشت عفو در گزر اور رواداری سے عبارت ہے لیکن اس کا اہم موقع فتح مکہ ۱۰ / رمضان ۸ جنوری ۶۳۰ء ہے کہ جب آپ ﷺ کو اپنے دشمنوں پر کامل اختیار واقتدار حاصل تھا جب صحن کعبہ میں اسلام پیغمبر اسلام اور جاں نثاران اسلام کے دشمن گروہ در گروہ سر جھکائے کھڑے تھے ، کیسے دشمن ؟ جنہوں نے جگر گوشہ رسول کا حمل اپنے نیزوں سے گرایا- جنہوں نے داعی اسلام کے سر مبارک کو شانہ مقدس سے جدا کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا تھا، جنہوں نے آپ کے چچا کا کلیجہ دانتوں سے چبایا جنہوں نے ہر موقع پر آپ کو بدنام کرنے اور اذیت رسانی میں کوئی دریغ نہیں کیا تھا لیکن آپ نے فتح مکہ کے موقع پر تمام روایات ، خدشات اور توقعات کے بر عکس بر داشت اور عفو در گزر کے اسوۂ پر عمل پیرا ہوتے ہوئے فرمایا : تم پر کوئی ملامت نہیں تم سب آزاد ہو-

کسی میں یہ شانِ حلم بھی ہے ایسا کوئی حلیم بھی ہے

رحمت عالم رمضان سن ۸ ھ میں دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مکہ میں وارد ہوئے تو مشرکین مکہ کو اپنا

ظلم و ستم یاد تھا اور انتقام کا ڈر تھا اس موقع پر آپ ﷺ نے پانچ باتوں کی منادی کرائی۔

۱) جو مسجد حرام میں داخل ہوا اسے امان حاصل ہے۔

۲) جو کعبۃ اللہ کے پردے سے لپٹا ہو گا وہ مامون ہے۔

۳) جس نے ہتھیار پھینک دیئے وہ بھی مامون ہے۔

۴) ابو سفیان کے گھر میں جو داخل ہوا، اسے بھی امان حاصل ہے۔(۳۶)

۵) جو گھر میں رہا اور دروازہ بند رکھا، اسے بھی امان حاصل ہے۔

ایک اور روایت میں مزید الفاظ ملتے ہیں جس کے مطابق

☆ جو کوئی حکیم بن حزام کے گھر جا رہے اسے قتل نہ کیا جائے۔

☆ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے (۳۷)

☆ زخمی کو قتل نہ کئے جانے، کا حکم صادر کیا گیا۔

رحمت عالم ﷺ نے مشرکین مکہ سے رواداری اور محاسن و مکارم اخلاق کا مظاہرہ اس طرح کیا کہ مشرکین میں خاص طور سے قریش سے پوچھا بتاؤ میں تمہارے متعلق کیا فیصلہ کرنے والا ہوں ؟

ان تاریخ ساز کلمات کو مورخ حافظ ابن کثیر البدایۃ والنھایۃ میں نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا

یامعشر قریش ماترون انی فاعل فیکم قالو خیرا اخ کریم وابن اخ کریم، قال اذ ھبوا انتم الطلقاء (۳۸)

اے قریش کی جماعت تم کیا سمجھتے ہو میں تمہارے متعلق کیا حکم کرنے والا ہوں وہ بولے سب سے بہتر آپ کریم بھائی ہیں جس میں شرافت و کرم اور رافت و رحمت کی تمام خوبیاں موجود ہیں) اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں آپ نے فرمایا جاؤ تم سب آزاد ہو۔

برداشت صبر و ضبط اور اعراض کے متعلق رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو دوسرے کو پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصے میں اپنے کو قابو میں رکھتے ہوئے برداشت سے کام لے (۳۹)

حضرت ابو ہریرہ ابن عمر حضرت جاریہ بن قدامہ حضرت ابو الدرداء وغیرہ متعدد صحابہ کرام سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول ﷺ نے عرض کیا رسول ﷺ مجھے کوئی نصیحت کیجئے ارشاد ہوا کہ غصہ نہ کیا کرو برداشت سے کام لو انہیں یہ بات معمولی معلوم ہوئی تو وہ دوبارہ پھر سہ بارہ سوال کیا آپ ﷺ نے ہر دفعہ یہ

فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو(۴۰)

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دو جگہ اپنے کو "غافر" بخشنے والا، پانچ دفعہ "غفار" بڑی بخشش کرنے والا اور اتنی ہی دفعہ "عفو" معاف کرنے والا اور ستر سے زیادہ آیات میں" غفور بخشنے والا کہا ہے جس سے اندازہ ہو گا کہ اس کے عفو درگزر کا سمندر کس زور و شور سے جوش مار رہا ہے۔ اللہ نے اپنی تمام صفتوں میں سے اپنی اس صفت کی تجلی کا پرتو اپنے بندوں میں پیدا کرنے کی بے پردہ دعوت دی ہے۔ فرماتا ہے۔

اوتعفو اعن سوء فان الله كان عفواً قديرا (۴۱) کسی برائی کو معاف کرو تو بے شک اللہ معاف کرنے والا قدرت والا ہے۔

برداشت کا عملی اظہار اس طرح کرتے ہیں قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (۴۲) اور وہ غصے کو پی جاتے ہیں (باوجود تمام تر غضب اور قوت اقتدار کے برداشت سے کام لیتے ہیں) اور لوگوں سے درگزر کرتے ہیں۔

برداشت صبر و ضبط اور عفو درگزر کے نتائج و ثمرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔

ولا تستوى الحسنة ولا السيته ادفع بالتي هي احسن فاذ الذى بينك و بينه عداوة كانه ولى حميم - وما يلقا ها الا الذين صبروا وما يلقاها الا ذو حظ عظيم - (۴۳)

اخلاق کی سب سے بھاری اور دشوار ترین تعلیم جو اکثر نفوس پر شاق گزرتی ہے وہ برداشت عفو درگزر، ضبط نفس، تحمل اور برداشت کی ہے لیکن اسلام نے سنگلاخ زمین کو بھی نہایت آسانی سے طے کیا ہے، سب کو معلوم ہے کہ اسلام میں شرک اور بت پرستی سے کتنی شدید نفرت کا اظہار کیا گیا ہے اور رب ذوالجلال کی توحید اور عظمت و جلالت کا کتنا اعلیٰ اور ناقابل تبدیل تصور اس نے پیش کیا ہے جو خاص اسلام کا امتیازی حصہ ہے۔ تاہم مسلمانوں کو یہ تاکید کی جاتی ہے کہ تم مشرکوں کے بتوں کو برا بھلا نہ کہو، ایسا نہ ہو کہ وہ ضد میں تمہارے معبود برحق کو برا کہیں بیٹھیں۔ ارشاد ہوا **ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدواً** بغیر علم (۴۴) اور جن کو یہ مشرک اللہ کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کہ وہ اللہ کو بے ادبی سے نادانستہ برا کہہ بیٹھیں۔

یہ برداشت کی انتہائی تعلیم ہے رسول ﷺ کو باوجود کفار مکہ کے سخت ترین مظالم اور ایذا رسانی کے حکم ہوا کہ کفار اور مشرکین کے ظلم و ستم اور گالی گلوچ پر صبر کرو اور ان کو معاف کرو اور اسی برداشت اور عفو درگزر کا

حکومت کو ہو رہا ہے-

خذ العفو و امرہ بالعرف واعرض عن الجاھلین (۴۵) معاف کرنے کی خو پکڑے رہ اور نیکی کا حکم دیتے رہے اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کرو-

سکون کی حالت میں برداشت اور صبر و درگزر آسان ہے مگر ضرورت ہے کہ انسان غصے میں بھی برداشت اور صبر و ضبط کا دامن نہ چھوڑے - صحابہ کی تعریف میں فرمایا گیا و **اذا ماغضبو ھم یستغفرون** (۴۶) اور جب غصہ آجائے تب بھی وہ معاف کر دیتے ہیں نیکوکار اور پرہیزگار مومنوں کی خاص علامت یہ بیان کی گئی کہ وہ برداشت اور درگزر سے کام لیتے ہوئے اپنے غصے کو پی جاتے ہیں-

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (۴۷) اور جو غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں-

انتقام کی قدرت ہونے اور استطاعت رکھنے کے باوجود برداشت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن کو معاف کر دینا بہت بڑی بلند ہمتی کا کام ہے- فرمایا گیا-

ولمن صبر و غفران ذلك لمن عزم الامور (۴۸) اور البتہ جس نے برداشت کیا اور معاف کیا تو بے شک ہمت کے کام ہیں اس برداشت اور عفو کو وحی محمدی نے اپنے الفاظ میں عزم کے لفظ سے تعبیر کیا ہے جو خاص انبیاء اور پیغمبروں کی توصیف میں آیا ہے-

فاصبر کماصبر اولوالعزم من الرسل -(۴۹) اور برداشت کرو جس طرح ہمت اور عزم والے پیغمبروں نے برداشت کیا-

مندرجہ بالا آیات میں برداشت ، صبر ، عفو و درگزر ، تحمل اور ضبط کو بڑی اہمیت اخلاقی بہادری و اولوالعزمی اللہ کی محبوبیت و تقرب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے-

رسول اکرم ﷺ سید المرسلین ، خاتم النبین ، ہادی اخر و اعظم سید عرب و عجم پوری کائنات انسانی کے لیے ہادی بنا کر مبعوث کئے گئے تھے- آپ ﷺ کی نبوت اور ابدی پیغام پوری بنی نوع انسان کے لیے ہے- قرآن کا بیان ہے کہ **وما ارسلناك الا کافة للناس بشیر ونذیر ا**

اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے- آپ ﷺ کی یہی وہ خصوصیت ہے جو

آپ کو ہادی عالم ﷺ کی حیثیت سے نمایاں کر کے آپ ﷺ کے ابدی پیغام کی عالمگیریت کا اظہار کرتی ہے - جب کہ دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی ذات اور سیرت و کردار پوری امت مسلمہ کے لیے اسوۂ حسنہ اور ابدی نمونہ عمل ہے - ارشاد ربانی ہے -

لقد كان لكم فی رسول الله اسوة حسنة

بے شک تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے - قرآن کریم اور فرامین صادقین وامین ﷺ اس حقیقت کی مزید وضاحت کرتے نظر آتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس کی پیروی اور مکمل اطاعت نجات اور صلاح و فلاح کا واحد اور یقینی ذریعہ ہے -

ہادی آخر و اعظم ﷺ کی ذات سراپا برداشت عفو و درگزر رواداری اور رحم مجسم تھی - آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا یہی وہ پہلو ہے جو آپ ﷺ کو بنی نوع انسان میں ممتاز و منفرد کرتا نظر آتا ہے - چنانچہ دعوت اسلام کے آغاز سے فتح مکہ تک کے کٹھن سفر میں حیات طیبہ ﷺ برداشت اور عفو و درگزر کے وہ نمونے پیش کرتی ہے جو پوری انسانی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے - دعوت اسلام کا آغاز اور تبلیغ دین کا موقع ہو، شعب ابی طالب کی گھاٹی، عام الحزن والملال ہو، طائف کی وادی ہو، دیوانہ جادوگر اور مجنون کہا جارہا ہو جسم داطہر پر گند ڈالی جارہی ہو، راہ میں کانٹے بچھائے جارہے ہوں، آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا جارہا ہو، ہجرت پر گھر بار آل اولاد اور عزیز و اقارب چھوڑنے پر مجبور کیا جارہا ہو جنگ کے معرکے ہوں احد کے میدان میں دندان مبارک شہید کیے جارہے ہوں، کھانے میں زہر ملایا جارہا ہو، مشرکین، منافقین، یہود مدینہ کے کون کون سے مظالم تھے جن پر آپ ﷺ نے صبر و برداشت سے کام نہ لیا - صلح حدیبیہ کا موقع ہو، مکہ میں فاتحانہ داخلہ ہو، ہر موقع اور ہر لمحے پر برداشت کا عملی نمونہ پیش کر کے قیامت تک انسانیت کے لیے نمونہ عمل پیش کر دیا - آج قومی اور بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کے رویوں میں جو قومی سطح پر فرقہ وارانہ، نسلی علاقائی اور لسانی و مذہبی اختلافات کی صورت میں نظر آرہے ہیں، قتل و غارت گری، دہشت گردی اور سفاکی کے مناظر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کی سراسر نفی ہیں اسی طرح بین الاقوامی سطح پر عدم برداشت کا ماحول عالمی سطح پر دنیا کے بیشتر خطوں میں نظر آرہا ہے - ان حالات میں راہ نجات اور صلاح و فلاح کا راستہ صرف اور صرف اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور تعلیمات نبوی میں ہے -

حواشی ، مراجع ، مصادر

۱) القلم : ٤

۲) الاحزاب : ۲۱

۳) امام بخاری ، الجامع الصحیح ، دمشق دار ابن کثیر ۱٤۱۰ ھ ص ۱۷ ج ل: ۲

۴) ابوالکلام آزاد ، رسول رحمت ﷺ لاہور شیخ غلام علی اینڈ سنز ص ۳۹ –

۵) احمد بن حنبل ، المسند ، مصر المطبعه المیمنیه ۱۳۰٦ ھ ص : ۱۲۰ ج : ۳

٦) ابن سعد ، الطبقات الکبری بیروت دار صادر ص ۱۳٤ ـ : ج ۱

۷) الاعراف : ۱۹۹

۸) المومنون : ۹٦

۹) ال عمران : ۱۷

۱۰) ابن کثیر ، تفسیر القلرآن العظیم ، بیروت دارال معرفه ۱۹٦۹ء ص ٥٦٥ ج : ٤

۱۱) ابن ہشام ، السیر النبویه ، بیروت دارالفکر ص ۳۱۷ ج : ۱

۱۲) ابن حجر عسقلانی ، الاصابه فی تمیز الصحابه ، بیروت دارالحیاء ۱۳۲۸ ھ ص : ٤٦٥ ج : ۳

۱۳) ابن ابی شیبه المصنف کراچی ادارة القرآن ۱۹۸٦ء ص ۳۰۰ ج : ۱٤

۱۴) احمد بن حنبل ، المسند ، بیروت المکتب الاسلامی ۱۹۷۸ء ص ٦۳ ج ٤ –

۱۵) بخاری ، الجامعه الصحیح ، کتاب التفسیر ، کراچی اصح المطابع ص ۷۱۱ ج ۲

۱٦) السیوطی ، الدر المنثور بیروت دارالفکر ۱۰۳ ھ ص ٦٦۷ ، ٦٦٦ ج ۸

۱۷) ابن ہشام سیرة النبویه ، بیروت دارالفکر ص ۳٥٥ : ج ۱

۱۸) السہیلی ، الروض الانف ، مصر مطبعه الجمالیه ۱۳۳۲ ھ ص ۲۱٦ ج ۱ ، ابن کثیر ، البدایه والنہایه مصر مطبع السعادة ۱۳٥۱ ھ ص : ۷٦ ج : ۲ –

۱۹) ابن عبدالبر ، الذرفی اختصار المغازی والسیر قاهره دارالمعارف ۱۰۳ ھ ص ٥۳ ، ابن حزم جوامع السیر ، گوجرانواله اداره احیاء السنته ص ٦ –

٢٠) ابن سید الناس ، عیون الاشرفی فنون المعازی والشمائل والسیر بیروت دارالمعرفه ص ١٠ ج ١
٢١) ابن حجر ، فتح الباری ص ٣٠٢ ج ١
٢٢) زرقانی ، شرح مواهب اللدنیه ، بیروت مکتبه الاستقامه ١٩٥ء ص ٢٥١ ج ١
٢٣) محمد ادریس کاندهلوی ، سیرة المصطفی ، لاہور مکتبه مدینه ١٩٩٢ء ، ص ٢٥٩ ج : ١
٢٤) بخاری الجامعه الصحیح باب ذکر الملائکه کراچی اصح المطابع ص ٤٥٨ ج ١
٢٥) ابن عبدالبر ص ٤٣ ، السیوطی ص ٢٨٥ ج ٧ –
٢٦) ابن ہشام ، سیرت النبویه ، بیروت دارالفکر ص ٣٨٢ ، ٣٨٣ –
٢٧) ایضاً ص ٣٨٢ ج ١
٢٨) ایضاً ص ٤٨٩ ج ١
٢٩) ابن حبیب بغدادی ، المحبر ، بیروت دارالمعرفه ص ٤٦٧ ، ٤٧٠ –
٣٠) ابن کثیر ، البدایه والنہایه ص ٢٢٧ ، ٢٣٦ ج ٢ –
٣١) ابوداؤد ، السنن دہلی ، مطبع مجتبائی ١٣١٨ ھ ص ٢٧١ – ٢٧٢ – ج ٢
٣٢) ابن ہشام ، سیرت النبویه ، بیروت دارالفکر ص ١٩٠ ج ٢
٣٣) ابن سعد ، الطبقات الکبری ، بیروت دار صادر ص ١٩٦ ج ٢ :
٣٤) بخاری ، الجامع الصحیح کتاب الادب –
٣٥) مسلم ، الجامعه الصحیح بیروت داراحیاء التراث العربی ص ٦ –
٣٦) شبلی نعمانی ، سیرت النبی لاہور مکتبه مدینه ١٤٠٨ ھ ص ٢٩٤ ج ١
٣٧) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی ، بذل القوة فی حوادث سنی النبوه ، حیدر آباد سندھی ادبی بورڈ ١٣٨٦ ھ ص ٢٢١
٣٨) قاضی محمد سلیمان منصور پوری ، رحمته للعالمین کراچی دارالا شاعت ١٤١١ ھ ص ١٢٩ ج ١
٣٩) ابن کثیر البدایه والنہایه بیروت مکتبه المعارف ص ٣١ : ج ٢
٤٠) مسلم ، الجامع الصحیح باب فصل من یملك نفسه عندالغضب بیروت ،

دارالحیاء التراث العربی –
۴۱) المنذری ، الترغیب والترهیب ، باب الترهیب من الغضب ، قاهره ، ادارة الطباعته المنیریه –
۴۲) النساء : ۳۱
۴۳) ال عمران : ۱۳٤ –
۴۴) حم سجده : ۳۵ –
۴۵) الاعراف : ۱۹۹ –
۴۶) الاعراف : ۲٤
۴۷) الشورٰی
۴۸) ال عمران : ۱٤
۴۹) الثوری : ٤
۵۰) الاحقاف